www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

...شور وغوغے کے سوا کچھ نہ تھا، اور ان کے جوابات کی ضرورت بھی محسوس نہ ہوئی، البتہ بعض حضرات نے سنجیدگی سے جب اس پر دلیل کا مطالبہ کیا تو احقر نے مندرجہ ذیل جواب حوالہ قلم کیا جو "عروجِ ہند" کے ۴ جنوری ۱۹۸۷ء کے شمارہ میں شائع ہوا:

"میں نے جو بات لکھی تھی (یعنی حضرت مریم سے نکاح ہو گا) وہ حدیث سے ثابت ہے اور علماء تفسیر نے اپنی تفسیر میں اس کو نقل کیا ہے۔ چنانچہ روح المعانی صـ ۱۶۵ ج ۲۸ میں ہے کہ طبرانی نے سعد بن جنادہ سے یہ روایت تخریج کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی اور موسیٰؑ کی بہن کو میری زوجہ بنایا ہے۔ اور تفسیر قرطبی صـ ۲۰۴ ج ۸ میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ روایت مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو نزع کے وقت فرمایا کہ کیا تم اس چیز کو مکروہ خیال کرتی ہو، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ناپسندیدہ چیز میں خیر رکھی ہے، پس جب تم اپنی سوکنوں کے ہاں جاؤ تو میرا اسلام سنا دینا، یعنی مریم، آسیہ، حکیمہ یا کلیمہ کو۔ اس میں سوکن قرار دینا ان عورتوں کو کیا معنی رکھتا ہے، یہ تو ظاہر ہے! پس معلوم ہوا کہ ہم نے جو لکھا تھا وہ غلط نہ تھا ہاں مختصر تھا!"

ہمارے اس جواب پر لاہور (پاکستان) سے شائع ہونے والے ماہنامہ محدث ... محرم الحرام ۱۴۰۸ھ (مطابق ستمبر ۱۹۸۷ء) کے شمارہ میں جناب غازی عزیر صاحب ... تنقید شائع ہوئی ہے، زیرِ نظر مضمون میں اسی تنقید کا تحقیقی جائزہ لینا مقصود ہے۔

معترض جناب غازی عزیر صاحب کی تنقید کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت مریم سے نکاح کے سلسلہ میں جو روایات وارد ہوئی ہیں، وہ ...ب ناقابلِ احتجاج اور ان کے راوی غیر معتبر وضعیف بلکہ کذاب ہیں، لہٰذا ان سے ...جاج درست نہیں، نیز یہ کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحیح ارشادات ...ں کے خلاف ہیں، اس لیے صحیح کے مقابلہ میں ضعیف روایات کو حجت نہیں ...یا جا سکتا۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

مگر ہمارے نزدیک معترض کی یہ دونوں باتیں صحیح نہیں ہیں، کیونکہ ان روایات میں بعض روایات درجہ حسن کو پہنچی ہوئی ہیں۔ اور بعض اگرچہ ضعیف ہیں مگر یہ ضعیف روایات بھی، حسن کی تائید کرتی اور ان کو تقویت دیتی ہیں، یا کم از کم سب ضعیف روایات مل کر تو حسن کے درجہ کو ضرور پہنچ جاتی ہیں۔ اب رہی دوسری بات کہ صحیح حدیثیں اس کے خلاف ہیں، یہ دراصل معترض کی کم فہمی کے نتیجہ میں ظاہر ہوئی ہے۔ ورنہ وہی روایات، جن کو معترض نے اپنے دعویٰ کی دلیل میں پیش کیا ہے، ہمارے دعویٰ کی تائید کرتی ہوئی نظر آتی ہیں، جیسا کہ آگے چل کر واضح ہو گا!

اب ہم اولاً اس سلسلہ کی روایات پر بحث کرتے ہیں تاکہ مسئلہ پوری طرح واضح ہو جائے اور شک وریب سے نجات حاصل ہو۔

۱۔ "عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِعَائِشَةَ أَشَعَرْتِ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ زَوَّجَنِي فِي الْجَنَّةِ مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ وَكُلْثُمَ أُخْتَ مُوسٰى وَامْرَأَةَ فِرْعَوْنَ۔"

(رواہ الطبرانی کذا فی مجمع الزوائد ص ۲۱۸ ج ۹)

"حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت عائشہؓ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے عائشہ رضؓ، کیا تجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں مریم بنت عمران اور موسیٰؑ کی بہن کلثوم اور فرعون کی عورت کو میری زوجہ بنا دیا ہے؟"

اس روایت کو معترض نے ضعیف قرار دیتے ہوئے، علامہ ہیثمی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "اس کی اسناد میں خالد بن یوسف السمتی ہے جو کہ ضعیف ہے"، پھر علامہ ذہبی سے بھی ان کی تضعیف نقل کی ہے، مگر ہمیں نہایت ہی تعجب ہے معترض کے اس صنیع پر کہ دعوئ تحقیق کے ساتھ اس قدر جمود، کہ تقلید کا جامہ کس کے پہنا ہے!

حالانکہ اہلِ علم پر یہ بات روشن ہے کہ رواۃ کی تضعیف و توثیق ایک اجتہادی

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

امر ہے، جس میں ہر مجتہد وہ کہتا ہے جس کی طرف اس کا اجتہاد اسے پہنچاتا ہے، اس میں ممکن ہے کہ ایک کے اجتہاد میں ایک راوی ضعیف ہو اور وہی راوی دوسرے کے اجتہاد میں ضعیف نہ ہو، بلکہ قوی و معتبر ہو۔ ایسے موقع پر کسی راوی کے بارے میں صرف اس پر کیے گئے جروحات کا ذکر کرنا اور اس کی توثیق کو ترک کرنا بڑا سخت عیب ہے، چنانچہ ذہبیؒ نے ابان بن یزید کے ترجمہ میں ابن الجوزی رح پر رد کرتے ہوئے لکھا ہے:

"لَمْ يَذْكُرْ فِيهِ أَقْوَالَ مَنْ وَثَّقَهُ، وَهٰذَا مِنْ عُيُوْبِ كِتَابِهِ يَسْرُدُ الْجَرْحَ وَيَسْكُتُ عَنِ التَّوْثِيْقِ۔" (میزان الاعتدال ص ۱۶ ج ۱)

"ابن الجوزی نے ان (ابان بن یزید) کے بارے میں ان لوگوں کے اقوال ذکر نہیں کیے جنھوں نے ان کی توثیق کی ہے، اور یہ ان کی کتاب کے عیوب میں سے ہے کہ جرح نقل کر دیتے ہیں اور توثیق سے سکوت اختیار کر لیتے ہیں۔"

ہمارے معترض جناب غازی عزیز نے بھی یہی کیا ہے۔ حالانکہ خالد بن یوسف السمتی کی بعض ائمہ جرح و تعدیل نے توثیق کی ہے، علامہ عبد الحی لکھنویؒ فرماتے ہیں:

"قَالَ أَبُوْ حَاتِمٍ يُعْتَبَرُ بِحَدِيْثِهِ مِنْ غَيْرِ رِوَايَتِهِ عَنْ أَبِيْهِ۔" (الفوائد البہیۃ ص ۹۵)

"ابو۔ تمؒ نے فرمایا ان (خالد بن یوسف السمتی) کی وہ حدیث معتبر ہے جو ان کے والد کی روایت سے نہ ہو"

ابو حاتم کے اس قول کو صاحبِ حدائق حنفیہ نے بھی ص ۱۵۴ میں نقل کیا ہے، اور مولانا ظفر احمد التھانویؒ نے "انجاء الوطن عن الازدراء بامام الزمن" ص ۱۵۵ میں "لسان المیزان" ص ۳۹۲ ج ۲ کے حوالہ سے یہی قول ابن حبان کی طرف منسوب کیا ہے۔

اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں، ایک تو یہ کہ خود خالد بن یوسف سمتی، ابو حاتم

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اور ابنِ حبان کے نزدیک ضعیف نہیں بلکہ قوی و معتبر ہیں، دوسرے یہ کہ ان کی وہی حدیث غیر معتبر ہے جو ان کے والد سے وہ روایت کریں، ایسا ہوتا ہے کہ ایک راوی کسی شیخ کے حق میں متقن و معتبر ہو اور دوسرے کے حق میں غیر معتبر ہو، اور ایسے راوی خود بخاریؒ کی صحیح کے رواۃ میں بھی ہیں۔ چنانچہ حافظ ابنِ حجرؒ نے ہدی الساری میں محمد بن خازم ابو معاویہ الفریر کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ:

"ابنِ خراش نے یہ بات زیادہ بیان کی ہے کہ ان (محمد بن خازم) کی وہ حدیث جو اعمشؒ سے نہ ہو، اس میں اضطراب ہوتا ہے۔ اسی طرح امام احمدؒ اور دوسروں نے بھی کہا ہے۔ اور امام احمدؒ نے یہ بھی کہا کہ ان کی ان احادیث میں، جو ہشام بن عروۃ سے ہوں، اضطراب ہے۔ ابنِ حجرؒ کہتے ہیں کہ امام بخاری نے ان کو صرف اعمش (کی روایات) میں حجت بنایا ہے۔ الخ!" (ہدی الساری ص ۴۳۸)

اور ابنِ حجرؒ ہی محمد بن جعفر غندرؒ کے ترجمہ میں یہ نقل کرنے کے بعد کہ ابو حاتم نے کہا کہ ان کی وہ حدیث، جو شعبہ کے علاوہ دوسرے لوگوں سے ہو، لکھ لی جائے گی مگر اس سے احتجاج نہیں کیا جا سکتا" آگے فرماتے ہیں کہ:

"میں کہتا ہوں کہ امام بخاریؒ نے ان کی ان احادیث کی، جو شعبہ سے ہیں، زیادہ تخریج کی ہے۔" (ایضاً ص ۴۳۲ - ۴۳۸)

اس سے معلوم ہوا کہ ایک راوی بعض شیوخ کے حق میں معتبر و حجت، اور دوسرے کے حق میں غیر معتبر ہو سکتا ہے۔ لہٰذا ایسی صورت میں، جیسا کہ محدثین کا قاعدہ ہے کہ اس کی وہ روایت جو ایسے شیخ سے ہو جس کے حق میں وہ معتبر ہے، معتبر مانی جائے گی۔

پھر یہاں یہ بات بھی قابلِ توجہ ہے کہ یہ امام جرح و تعدیل ابو حاتم علیہ الرحمۃ ان لوگوں میں سے شمار ہوتے ہیں جو جرح کے معاملہ میں تشدد پسند واقع ہوئے ہیں کہ معمولی بات بھی ان کے نزدیک کسی شخصیت کے مجروح ہونے کے لیے کافی ہے۔ حافظ ابنِ حجرؒ نے ان کے بارے کہا ہے کہ "ابو حاتم میں تعنت ہے۔" (ہدی الساری ص ۴۴۱)

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

© rasailojaraid.com

اور علماء جرح و تعدیل میں سے، جو متعنت و متشدد ہوں، ان کے بارے میں علامہ سخاوی رحمہ اللہ، علامہ ذہبی کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ:

" فَهٰذَا اِذَا وَثَّقَ شَخْصًا فَعَضَّ عَلٰى قَوْلِهٖ بِالنَّوَاجِذِ وَتَمَسَّكْ بِتَوْثِيْقِهٖ ۔" (فتح المغیث ص ۴۸۲)

یعنی" ایسا (متعنت) جب کسی شخص کی توثیق کرے تو اس کو دانتوں سے مضبوط پکڑ لو اور اس کی توثیق کو اچھی طرح تھام لو۔"

یہی ابو حاتم ہیں جنھوں نے امام بخاری رحمہ اللہ سے روایت کرنا چھوڑ دیا تھا۔ (دیکھیے میزان الاعتدال للذہبی ص ۱۳۸/۳)

اور ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ:

" میرے باپ ابو حاتم اور ابو زرعہ رازی نے امام بخاری سے حدیث سنی، پھر (ایک مسئلہ کی وجہ سے) ان کی حدیث ترک کر دی۔"

(الجرح والتعدیل ص ۱۹۱/۲)

ایسے متشدد امام نے جب خالد بن یوسف السمتی کی ان احادیث کو، جو ان کے والد سے نہ ہوں، معتبر قرار دیا ہے تو غور کیا جا سکتا ہے کہ ان کا کیا وزن ہے؟

پھر یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ خالد پر جن لوگوں نے کلام کیا ہے اور ان کی تضعیف کی ہے وہ مبہم ہے نہ کہ مفسر! ذہبی رحمہ اللہ نے میزان میں صرف یہ کہا کہ " ان کے والد ہالک ہیں اور وہ خود (خالد) ضعیف ہے۔" (میزان ج ۱ ص ۲۹۰)

اس کے بعد ابن عدی کے حوالہ سے ان کی ایک منکر روایت نقل کی ہے مگر ظاہر ہے کہ ان کی روایات میں منکر روایات کا ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ ضعیف ہیں۔ عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الرفع والتکمیل" میں نقل کیا ہے کہ:

" حاکم نے کہا کہ میں نے دار قطنی رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ سلیمان بنت شرحبیل کیسے ہیں؟ دار قطنی نے کہا کہ ثقہ ہیں۔ حاکم کہتے ہیں، میں نے کہا کہ کیا ان کے پاس منکر روایات نہیں ہیں؟ دار قطنی نے جواب دیا کہ وہ ان منکر روایات کو ضعیف لوگوں سے روایت کرتے ہیں، لیکن وہ خود ثقہ ہیں۔" (الرفع والتکمیل ص ۱۴۴)

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

بہرحال خالد پر جرح مبہم ہے، اس کے مقابلہ میں ابوحاتم کی توثیق ہی قابلِ اعتبار ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اگر جرح و تعدیل دونوں مبہم ہوں تو تعدیل ہی کو ترجیح ہوتی ہے۔ جیسا کہ سیوطی ؒ نے تدریب الراوی ص۲۰۴ میں تفریع کی ہے اور علامہ عبدالحی لکھنوی نے "الرفع والتکمیل" میں اس پر سیر حاصل بحث کر کے یہی کہا ہے (دیکھیے ص ۹۹) بلکہ اگر نظرِ غائر سے دیکھا جائے تو ابوحاتم کی توثیق مبہم نہیں، مفسر معلوم ہوتی ہے، اس لیے کہ انہوں نے خالد کی توثیق اس طرح کی ہے کہ ان کے والد سے ان کی روایات کو غیر معتبر قرار دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خالد پر کیے گئے جروحات کا اعتبار ان کے نزدیک صرف ان روایات کی حد تک محدود ہے جو وہ اپنے والد سے نقل کریں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے السیوطی ؒ نے تدریب الراوی میں کہا کہ:

> "اگر تعدیل مفسر ہو بایں طور کہ تعدیل کرنے والا یوں کہے کہ میں اس راوی پر کی گئی جرح کو جانتا ہوں مگر وہ صحیح نہیں، تو تب بھی تعدیل ہی مقدم ہوگی۔" (ص ۲۰۵)

اور اگر اس کو مفسر نہ بھی مانا جائے تب بھی ظاہر ہے کہ تعدیل ہی مقدم ہوگی اور ایسے راوی کی حدیث کم از کم حسن ہوگی جیسا کہ اس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

پھر انہی خالد بن یوسف السمتی کو، ہم دیکھتے ہیں کہ، ابنِ حبان ؒ نے کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ لسان المیزان سے علامہ ظفر احمد تھانوی نے انجاء الوطن ص۱۵۵ میں نقل کیا ہے۔ اور یہ بات ہم پہلے نقل کر چکے ہیں کہ ابنِ حبان نے بھی ان کی ان روایات کو معتبر قرار دیا ہے جو ان کے والد سے نہ ہوں، اور ابنِ حبان بھی متعنت سمجھے جاتے ہیں۔ جیسا کہ حافظ ابنِ حجر نے کہا ہے کہ ابنِ حبان نے افراط یعنی زیادتی کی ہے، یعنی جرح کرنے میں۔ (ہدی الساری ص ۴۰۴)۔ اور علامہ ذہبی نے بھی ایک سے زیادہ جگہ اس کی تصریح کی ہے کہ ابنِ حبان متہور (انتہا پسند) اور جرح کرنے میں مفرط ہیں (دیکھیے میزان ص ۸ ج ۴ و ص ۳۵۲ ج ۱)

______ اور مراجع و مصادر سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے!

بہرحال ابوحاتم کے ساتھ ابنِ حبان نے بھی ویسی بات کہی جس کا ذکر اوپر سے

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

چلا آرہا ہے۔ تاہم ابنِ حبان اگر متعنت نہ بھی ہوں، جیسا کہ مشہور ہے کہ وہ متساہل ہیں، تب بھی ابو حاتم کے ان کے ساتھ ہونے کی وجہ سے ان کی توثیق میں ضرور وزن پیدا ہو جاتا ہے۔ اور خود ابنِ حبان نے کتاب الثقات کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ:

"ہر وہ شخص جس کو میں اس کتاب میں ذکر کردوں، وہ صدوق ہے۔ اس سے احتجاج کرنا (یعنی حجت پکڑنا) جائز ہے۔" (الصارم المنکی ص ۸۵ کذا فی حاشیہ مقدمہ اعلاء السنن ص ۱۵۱/۱)

پس یہ قاعدہ اگر کلی نہ بھی ہو، تب بھی خالد بن یوسف کے بارے میں صحیح ہے کیونکہ ابو حاتم جیسے متشدد اس موقع پر ابنِ حبان کے ساتھ ہیں!

اور علامہ عبد القادر القرشی نے خالد بن یوسف کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

"اَلْاِمَامُ بْنُ الْاِمَامِ" کہ "امام ہیں، امام کے بیٹے ہیں" (الجواہر المضیئۃ ص ۲۳۰/۱)

اور ظاہر ہے کہ لفظِ "امام" توثیق الفاظ میں سے ہے، بلکہ علامہ سخاوی و علامہ سندھی کے بیان کے مطابق، اعلیٰ الفاظِ توثیق میں سے ہے۔ جیسا کہ علامہ عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ نے "الرفع والتکمیل" ص ۱۲۱ میں نقل کیا ہے۔ علامہ قرشی اگرچہ علماء جرح و تعدیل میں سے نہیں ہیں، لیکن بتانا یہ ہے کہ انہوں نے یہ الفاظ، جو ان کے حق میں استعمال کیے ہیں، یہ کس بات کی غمازی کرتے ہیں؟ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ علماء کے مابین خالد بن یوسف سمتی قابلِ قدر ہیں اور اس لائق کہ ان کو "الامام" کے لقب سے یاد کیا جائے؟ پھر ابو حاتم و ابنِ حبان کی توثیق کے بعد ان الفاظ میں کم از کم مجھے تو کوئی مبالغہ نظر نہیں آتا۔

زیادہ سے زیادہ جو بات ان کے حق میں کہی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ مختلف فیہ راوی ہیں کہ بعض کے نزدیک یہ ضعیف ہیں اور بعض کے نزدیک قوی و ثقہ ہیں۔ اور پہلے بھی اشارہ کر چکا ہوں کہ ایسا راوی کم از کم حسن الحدیث ہوتا ہے!

علامہ منذری اپنی مشہور کتاب "الترغیب والترہیب" کے مقدمہ میں فرماتے ہیں کہ:

"حدیث کی سند کے راوی ثقہ ہوں اور ان میں کوئی ایسا بھی ہو جس کے بارے میں اختلاف ہو، تو اس کی سند حسن یا مستقیم یا لاباس بہ

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ہے۔" (ص ۴ - ج ۱)

اور حافظ ابن حجر "تہذیب التہذیب" میں عبداللہ بن صالح کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

"ابن القطان نے کہا کہ یہ صدوق ہیں، اور ان کے بارے میں کوئی ایسی بات ثابت نہیں جو ان کی حدیث کو ساقط کر دے، مگر یہ کہ یہ مختلف فیہ ہیں۔ پس ان کی حدیث حسن ہے۔" (ص ۲۶۰ ج ۵)

اسی طرح جو شخص حافظ سیوطی کی "التعقبات علی الموضوعات" دیکھے گا، اس پر بھی یہ بات واضح ہو جائے گی کہ سیوطی نے مختلف فیہ راوی کو، جبکہ اس کو متہم بالکذب نہ کیا گیا ہو، حسن الحدیث قرار دیا ہے۔ اسی طرح حافظ السیوطی نے اللآلی المصنوعۃ اور اس کے ذیل میں بھی کئی جگہ ایسا ہی کیا ہے، جیسا کہ متتبع کرنے والے پر ظاہر ہے۔

اب رہی یہ بات کہ خالد بن یوسف کی یہ روایت، جس پر بحث ہو رہی ہے، ان کے والد سے ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ حافظ ہیثمی نے مجمع الزوائد ص ۲۱۸ ج ۹ میں اس روایت کو طبرانی کے حوالہ سے نقل کرنے کے بعد اس کے رواۃ میں سے خالد پر کلام کیا ہے، اگر یہ روایت ان کے والد سے ہوتی تو ضرور وہ ان پر کلام کرتے۔ کیونکہ خالد کے والد، یوسف بن خالد السمتی پر جو جرح کی گئی ہے وہ زیادہ سخت ہے۔ حتیٰ کہ ان کو کذاب تک کہا گیا ہے۔ جیسا کہ میزان ص ۲۶۲ ج ۲ میں ذہبی نے، اور تہذیب التہذیب ص ۶۹/۱ میں ابن حجر نے نقل کیا ہے۔ اسی طرح تقریب ص ۲۸۵/۲ میں بیان کیا ہے۔

اگرچہ اس میں بھی بڑا مبالغہ ہے، کیونکہ امام طحاوی نے مزنی کے واسطہ سے سیدنا الامام الشافعی رحمہ اللہ کا یہ قول ذکر کیا ہے کہ (خالد کے والد) یوسف بن خالد السمتی نیک لوگوں میں سے تھے۔ (الجواہر المضیئۃ ص ۲۲۷ ج ۲) کیا امام شافعی رحمہ اللہ ایسے بلند پایہ امام کا یہ توثیق کرنا بے وزن ہے؟ اس کا کوئی اثر نہیں؟ اسی لیے میں نے کہا کہ یوسف بن خالد کو "کذاب" یعنی جھوٹ بولنے والا، قرار دینا مبالغہ سے خالی نہیں۔ یا یوں کہا جائے کہ ان عبارات میں "کذاب"

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

بمعنی "خاطی" ہے۔ جیسا کہ یہ استعمال شائع ہے! ـــــ البتہ یہاں یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ ذہبی نے میزان الاعتدال ص ۲۶۲ ج ۲ میں امام طحاوی ہی سے امام شافعیؒ کا قول یوسف بن خالد کے بارے میں ضعیف ہونے کا نقل کیا ہے، پھر دونوں میں تطبیق کس طرح ہو گی؟

میں کہتا ہوں کہ کسی راوی کے بارے میں ایک ہی امام کے اقوال مختلف ہوں تو بعض علماء کہتے ہیں کہ اگر یہ معلوم ہو جاتے کہ کونسا قول آخری ہے، تب تو اسی کے مطابق عمل کریں گے۔ ورنہ اس راوی کے بارے میں توقف کرنا چاہیے، جیسا کہ حاشیہ مقدمہ اعلاء السنن ص ۱۶۱ ج ۱ میں عبد الفتاح ابو غدہ نے زرکشیؒ کی "النکت علی ابن الصلاح" سے نقل کیا ہے۔

لیکن حضرت علامہ ظفر احمد تھانویؒ نے حافظ ابنِ حجرؒ کے طرز سے یہ مستنبط فرمایا ہے کہ اگر کسی راوی کے بارے میں ایک ہی امام کے اقوال مختلف ہوں، تو تعدیل ہی کو ترجیح ہو گی۔ (مقدمہ اعلاء ص ۲۶۴ ج ۱)

چنانچہ حافظ ابنِ حجر نے مقدمہ فتح الباری میں "ہدبۃ بن خالد البصری" کے ذکر میں کہا ہے کہ:

"میں نے حافظ ذہبی کے ہاتھ سے لکھا ہوا دیکھا کہ نسائی نے ایک بار ان کو ضعیف کہا اور کبھی ان کو قوی قرار دیا ہے۔ ابنِ حجر کہتے ہیں کہ شاید امام نسائی نے کسی خاص بات میں انکو ضعیف کہا ہو گا"

(ہدی الساری ص ۴۴۷)

دیکھیے حافظ نے ہدبہ کے بارے میں امام نسائی کی توثیق کو قبول کر لیا اور تضعیف کو ترجیح نہیں دی۔ بہر حال یوسف بن خالد السمتی بھی اس درجہ ضعیف نہیں ہیں، جیسے ان کو سمجھ لیا گیا ہے۔ لیکن بہر حال اپنے بیٹے خالد سے تو ضعیف ہیں۔ پھر ہیثمی ان پر کلام کے بجائے خالد پر کلام کر کے کیوں اکتفاء کرتے! اس لیے معلوم ہوتا ہے کہ خالد کی یہ روایت ان کے والد کے طریق سے نہیں ہے۔ لہٰذا خالد کی روایت درجہ حسن کو ضرور پہنچ جاتی ہے۔ واللہ اعلم!

(جاری ہے)

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

تحقیق و تنقید

پروفیسر محمد دین قاسمی

قسط ۲ (آخری)

سرگزشتِ آدم کے دو پہلو

قرآنِ کریم کی روشنی میں

۲ــــ نبوّتِ آدم

ملتِ اسلامیہ کا چودہ سو سالہ لٹریچر اس امر پر شاہد ہے کہ ہر دَور کے مفکرین، محدثین، مفسرین، علماء، فقہاء اور مجتہدین نے حضرت آدم ؑ کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ پیغمبر اور نبی تسلیم کیا ہے۔ خود قرآنِ مجید بھی ان کا ذکر اسی طرح کرتا ہے جس طرح وہ دیگر انبیاء و رسل ؑ کا ذکر کرتا ہے۔ مثلاً سورۂ آلِ عمران میں حضرت آدم ؑ کا ذکر حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے ساتھ اس طرح آیا ہے کہ ایک طرف تو ان کی منفرد شخصیت کا اثبات ہو جاتا ہے، اور دوسری طرف ان کی نبوت بھی مبرہن ہو جاتی ہے ـــــ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ" (آلِ عمران: ۳۳)

"اللہ تعالیٰ نے آدم ؑ، نوح ؑ، آلِ ابراہیم اور آلِ عمران کو سارے جہانوں پر برگزیدہ فرمایا۔"

اس آیت کے متعلق مسٹر پرویز (جو نبوتِ آدم کے منکر تھے) لکھتے ہیں:

"قرآن میں البتہ ایک مقام ایسا ہے جس میں آدم کا لفظ اس انداز سے آیا ہے، جس سے مترشح ہوتا ہے کہ وہ کسی فرد کا نام ہے۔ وہ آیت یہ ہے: اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ (۳:۳۳) یقیناً اللہ نے آدم، نوح اور آلِ ابراہیم اور آلِ عمران کو ان کی

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ